تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

اَلصِّدْقُ شَفِیْعَتِیْ (حضرت محمدؐ)

صدق میرا شفیع ہے

(تقریر نمبر14)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:5)

کہ یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نور جبیں
پھر اِس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خلق کامل زہے حسن تام
عَلیكَ الصّلوٰۃُ عَلیكَ السّلام

معزز سامعین! مجھے آج آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بزبان حضور صلی اللہ علیہ وسلم اَلصِّدْقُ شَفِیْعَتِیْ کہ صدق میرا شفیع ہے پر روشنی ڈالنی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کی سیرت کے حوالہ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

اَلْمَعْرِفَةُ رَاسُ مَالِیْ وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ، وَالْحُبُّ اَسَاسِیْ، وَالشَّوْقُ مَرْکَبِیْ، وَذِکْرُ اللّٰہِ اَنِیْسِیْ، وَالثِّقَةُ کَنْزِیْ، وَالْحُزْنُ رَفِیْقِیْ، وَالْعِلْمُ سَلَاحِیْ، وَالصَّبْرُ رِدَائِیْ، وَالرِّضَاءُ غَنِیْمَتِیْ وَالْعِجْزُ فَخْرِیْ، وَالزُّھْدُ حِرْفَتِیْ، وَالْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ، وَالصِّدْقُ شَفِیْعَتِیْ، وَالطَّاعَةُ حَسَبِیْ، وَالْجِھَادُ خُلُقِیْ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ وَثَمْرَةُ فُؤَادِیْ فِیْ ذِکْرِہٖ وَغَمِّیْ لِاَجْلِ اُمَّتِیْ وَشَوْقِیْ اِلٰی رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ

(الشِّفَاءِ لقاضی عیاض بن موسیٰ صفحہ 81)

کہ معرفت میرا سرمایہ ہے اور عقل میرے دین کی بنیاد ہے اور محبت میری اساس ہے اور شوق میری سواری ہے اور ذکر الٰہی میرا مونس ہے اور وثوق میرا خزانہ ہے اور غم میرا رفیق اور علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، رضا میری غنیمت اور عاجزی میرا فخر ہے اور زُہد میرا پیشہ اور یقین میری قوت اور صدق میرا شفیع اور اطاعت میرا حسب، جہاد میرا اخلاق اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، ذکرِ الٰہی میرے دل کا پھل ہے اور میرا غم میری امت کے لئے ہے اور میرا شوق اپنے رب عزّوجلّ کی طرف ہے۔

سامعین! یہ 20 اوصاف اور خوبیوں میں سے چودھویں نمبر پر صفت ہے۔ صدق، سچائی، راستی اور خلوص کو بولتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صدق کے علمبردار تھے۔ اسی لئے معاشرہ میں ”الصدوق“ یعنی سب سے بڑا سچ بولنے والے مشہور تھے۔ آپؐ چونکہ سچ کو پسند کرتے تھے اور اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ کے تحت آپؐ کے

اخلاقِ فاضلہ کی فہرست بنائی جائے تو آپؐ کا سچ بولنا اِن اخلاق میں سے سرفہرست ہو گا اور آپؐ نے اِسی خلق کو اپنے لئے شفاعت کرنے والا بیان فرمایا ہے۔ دوسرے آپؐ شفیع الاُمَم اور شفیع محشر تو ہیں ہی۔

جہاں تک آپؐ کے صدق اور سچ بولنے کا تعلق ہے۔ آپؐ معاشرہ میں صدق، سچائی اور راست گفتاری اور صداقت شعاری میں سب سے اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپؐ کی دعویٰ نبوت سے قبل معاشرہ میں گزاری ہوئی اپنی پاک وصاف زندگی کو بھی اپنی صداقت کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ یونس کی آیت 17 میں فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ کہہ کر آپؐ پر جھوٹ بولنے کی نفی کی گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کے فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرک الزام لگاتے تھے کہ آپ نے خدا پر جھوٹ باندھتے ہوئے قرآن اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا میں اس کی قطعیت سے تردید فرمائی گئی ہے کہ وہ رسول جس کو تم صدوق اور امین کہا کرتے تھے دعویٰ سے پہلے چالیس سال کی عمر تک تو اُس نے کبھی کسی انسان پر بھی جھوٹ نہیں بولا، اب اچانک خدا پر کیسے جھوٹ بولنے لگ گیا؟“

(قرآن کریم اُردو ترجمہ صفحہ 336 از تشریحی نوٹ)

یہی وہ آیت ہے جس کو بنیاد بنا کر آپؐ کی صداقت اور سچائی ثابت کی جاسکتی ہے کہ جب یہ بچپن اور جوانی میں جھوٹ نہیں بولتا تھا اس کی زندگی صاف اور مطہّر تھی تو پھر بڑی عمر میں وہ کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ آپ "الصدوق "یعنی بے حد سچ بولنے والے مشہور تھے۔ کفّار یہ کہتے تھے کہ آپؐ کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ نے کفّارِ مکہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر مَیں یہ کہوں کہ اِس پہاڑ (کوہِ صفا) کے عقب میں ایک چھپا لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مان لو گے۔ تمام کفّار یک زباں ہو کر بولے کہ ضرور کیونکہ ہم نے کبھی آپؐ کو جھوٹ بولتے نہیں سُنا یا دیکھا۔ کہتے ہیں کہ انسان کے اخلاق کو جانچنا ہو تو اُس کے سب سے قریبی ساتھی بیوی یا بیوی کے لئے خاوند سے گواہی لی جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پہلی وحی ہوئی تو آپؐ بہت پریشان ہوئے تو حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو جن الفاظ میں تسلّی دی اُن میں سے ایک یہ تھا کہ آپؐ تو ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

(بخاری)

سامعین! آپؐ کے عزیز رشتہ دار بھی آپؐ کی سچائی کے قائل تھے۔ شعب ابی طالب کے زمانہ میں بنو ہاشم سے بائیکاٹ کا معاہدہ جو خانہ خدا میں لٹک رہا تھا۔ اُس کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس معاہدہ میں ماسوائے لفظ ”اللہ“ کے تمام کو دیمک کھا گئی ہے۔ آپؐ نے جب یہ بات اپنے چچا ابو طالب کو بتائی تو انہوں نے پورے یقین کے ساتھ اپنے بھائیوں سے کہا کہ جا کر دیکھو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کہتا ہے وہ ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے اور جب جا کر دیکھا تو اُسے دیمک چاٹ چکی تھی اور اللہ کا نام بچا ہوا تھا جس پر یہ معاہدہ ختم ہوا اور مسلمانوں کو سکھ کا سانس لینے کو ملی۔

(الوفا باحوال المصطفی لابن جوزی جلد اول صفحہ 152)

حضرت ابو بکرؓ جو بچپن سے آپؐ کے دوست تھے انہوں نے بغیر کسی گواہی کے سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کہا اور ایمان لے آئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

سامعین! اپنے اور بیگانے آپؐ کی صداقت کے قائل تھے۔ ابو سفیان سے ہرقل بادشاہ نے جب پوچھا کہ اُس مدعی نبی نے کبھی جھوٹ بولا ہے۔ ابو سفیان باوجود شدید معاند اور دشمن ہونے کے بے ساختہ بول اُٹھا کہ نہیں تب ہرقل نے کہا کہ جس شخص نے کسی سے جھوٹ نہیں بولا وہ خدا پر کیا جھوٹ بولے گا۔

(بخاری کتاب بدء الوحی)

ابو جہل کہا کرتا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اُس تعلیم کو جھوٹا کہتے ہیں جو تم لائے ہو۔ جب بعض معاندین نے دارالندوہ میں آپؐ کے قتل کے منصوبے تیار کئے تو اُس میں ایک منصوبہ یہ بھی تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق یہ مشہور کر دیا جائے کہ وہ جھوٹا ہے تا قتل کرنے میں آسانی ہو تو جانی دشمن نضر بن حارث بے اختیار کہہ اٹھا کہ دیکھو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے درمیان جوان ہوا۔ اُس کے اخلاق اچھے ہیں۔ وہ معاشرہ میں سچا اور امین رہا۔ اب ادھیڑ عمر میں اُس نے کچھ کہا تو تم نے جھوٹا جھوٹا کہہ دیا۔ کوئی اس بات پر یقین نہیں کرے گا۔

(سیرت نبویؐ لابن ہشام جلد اول صفحہ 480)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راستبازی اور صداقت شعاری کے حوالے سے اپنوں اور کفار کے بیانات اور گواہیاں جاننے کے بعد، یہود علماء اور یہود کے سر کردہ لوگوں کے بارے میں بھی سُن لیتے ہیں۔ سردار بنو قریظہ کعب بن اسعد نے بنو نضیر کے سردار حیّ بن اخطب کے ایک سوال پر کہا کہ "مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے صدق کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔"

(سیرت نبویہ لابن ہشام جلد اول صفحہ 220)

یہودی عالم عبد اللہ بن سلام جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آمد پر آپؐ کو دیکھتے ہی کہا "یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔"

(ابن ماجہ کتاب الاطعمہ)

کہتے ہیں کہ بیوی کی گواہی اپنے خاوند کے حق اور خاوند کی گواہی اپنی بیوی کے حق میں بہت مضبوط ہوتی ہے جو رد نہیں کی جاسکتی کیونکہ ہر دو ایک دوسرے کی خوبیوں اور خامیوں سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے تو آپؐ کے متعلق جو گواہی دی وہ تو سچ بولنے کے علاوہ آپؐ کے تمام اخلاق کے بارہ میں ہے۔ فرمایا۔ کَانَ خُلُقُهُ القُرآن کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تو قرآن تھے۔ پھر حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے زیادہ ناپسندیدہ، قابلِ نفرین اور کوئی بات نہیں تھی اور جب آپؐ کو کسی شخص کی اس کمزوری کا علم ہوتا تو آپؐ اُس وقت تک اُس سے کھچے کھچے رہتے جب تک کہ وہ اپنی اس عادت سے توبہ نہ کر لیتا۔

(ابن سعد بحوالہ اسوۂ انسان کامل صفحہ 166)

آپؐ کے چچا ابو طالب کی گواہی دیکھیں۔ جب قریش کا ایک وفد ابو طالب کے پاس آیا اور کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کا بُرا بھلا کہتا ہے اِسے روکو تو ابو طالب نے اپنے انداز میں آپؐ کو منع بھی فرمایا لیکن ساتھ ہی قریش کے وفد سے مخاطب ہو کر کہا خدا کی قسم! مَیں نے آج تک کبھی اپنے بھتیجے کو اس کے قول میں جھوٹا نہیں پایا۔ یعنی یہ اپنی بات کا پکا اور سچا ہے اور اس پر قائم رہے گا اس حوالہ سے مَیں تمہاری کوئی مدد نہیں کر پاؤں گا۔

(بیہقی)

مکہ کے کفار نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو چھپانے کے لیے مختلف طریق اپنائے۔ ایک دفعہ یہ منصوبہ بنا کہ ہمیں یہ مشہور کر دینا چاہیے کہ محمدؐ جھوٹا ہے۔ جس پر آپؐ کا جانی دشمن نضر بن حارث بول اٹھا کہ دیکھو! محمد تمہارے درمیان جوان ہوا، وہ تم میں بڑھا، امین و صدوق کہلایا۔ تُم اُسے سچا کہتے رہے اب تمہاری یہ بات کون مانے گا۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔

(ابن هشام)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مذاق میں بھی جھوٹ کو ناپسند فرماتے۔ ایک خاتون اپنے بچے کو آنحضورؐ سے ملانے کے لیے ساتھ لائی۔ وہ اپنے بچپنے میں اِدھر اُدھر کھیلنے لگا اور حضورؐ کی طرف توجہ نہ دی۔ جس پر اُس کی ماں نے لالچ دیتے ہوئے کہا کہ آؤ! میں تمہیں کھجور دوں گی۔ تب وہ بچہ دوڑتا ہوا آیا ماں نے اُسے کھجور بھی دی اور آنحضورؐ کی باتیں سننے لگا۔ حضورؐ نے ماں سے گفتگو کے دوران فرمایا کہ اگر تم اس بچے کو کھجور نہ دیتی تو تمہارا شمار جھوٹوں میں ہوتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہؓ سے کہا کہ میں تمہیں سب سے بڑے گناہ سے آگاہ نہ کروں۔ صحابہ نے عرض کی کہ کیوں نہیں یا رسول اللہؐ! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تخت پوش پر تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے پہلے دو گناہ گنوائے جب جھوٹ کی باری آئی تو لیٹے ہوئے حضور بیٹھ گئے اور فرمایا اَلَا بِالزُّوْرِ۔ اَلَا بِالزُّوْرِ۔ اَلَا بِالزُّوْرِ۔ آپؐ کی آواز میں قدرے سختی تھی اور جھوٹ سے نفرت کا اظہار ہو رہا تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زندگی بھر مزاح میں بھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ مزاح کرتے تھے مگر اس میں بھی صرف سچی بات کرتے تھے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: إِنِّی لَأَمْزَحُ وَلَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا یعنی میں مزاح ضرور کرتا ہوں اور اس میں بھی صرف سچی بات کرتا ہوں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح میں بھی جھوٹ بولنے سے منع کیا اور فرمایا:

"ہلاکت ہے اس کے لیے جو اس غرض سے جھوٹ بولے کہ اس سے لوگ ہنسیں۔ ہلاکت ہے اس کے لیے، ہلاکت ہے اس کے لیے۔"

(سنن أبی داؤد، الادب)

سامعین!خوشی کے موقع پر بعض دفعہ لوگ گفتگو میں بے احتیاطی برتتے ہیں اور فالتو اور غلط باتیں کر جاتے ہیں۔ آپؐ نے اس موقع پر بھی ہمیشہ سچ بولا اور صداقت کا دامن تھامے رکھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو چیز سنتا تھا، اسے یاد کرنے کے ارادے سے لکھ لیتا تھا لیکن قریشیوں نے مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ہر بات لکھ لیتا ہے جبکہ آپؐ تو ایک بشر ہیں اور غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں گفتگو کرتے ہیں، چنانچہ میں لکھنے سے رک گیا اور رسول کریمؐ کو یہ بات بتادی۔ آپؐ نے فرمایا:

"تو لکھ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے۔"

(سنن أبي داود، العلم)

ابن ہشام اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہمانے السیرۃ النبویۃ میں ذکر کیا ہے کہ رسول اکرمؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپؐ کے سامنے مشرکوں کا گشتی دستہ آگیا۔ انہوں نے پوچھا: تم کن سے ہو؟؟ نبی اکرمؐ نے فرمایا: نَحۡنُ مِنۡ مَّاءٍ یعنی ہم پانی سے ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا: یمن کے کئی قبائل ہیں، شاید ان میں سے ہوں اور آپ کا راستہ چھوڑ کر چل دیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ یعنی ہم نے پانی سے ہر زندہ شے بنائی۔ (الانبیاء:31) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سچی بات کی۔ اہل علم کی زبان میں اسے تعریض (توریہ) کہتے ہیں اور یہ جھوٹ سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچائی کا دامن بھی نہیں چھوڑا اور دشمن سے بھی بچ گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی کامل راستبازی کی قوی حجت پیش کر کے اپنے دشمنوں کو بھی الزام دیا جیسا کہ یہ الزام قرآن شریف میں ہے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہے جہاں فرمایا ہے فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (سورۃ یونس الجزو 11 آیت نمبر 17) یعنی میں ایسا نہیں کہ جھوٹ بولوں اور افتراء کروں۔ دیکھو مَیں چالیس برس اس سے پہلے تم میں ہی رہتا رہا ہوں کیا کبھی تم نے میرا کوئی جھوٹ یا افتراء ثابت کیا؟ پھر کیا تم کو اتنی سمجھ نہیں یعنی یہ سمجھ کہ جس نے کبھی آج تک کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولا وہ اب خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا۔ غرض انبیاء کے واقعات عمری اور ان کی سلامت روشی ایسی بدیہی اور ثابت ہے کہ اگر سب باتوں کو چھوڑ کر ان کے واقعات کو ہی دیکھا جائے تو ان کی صداقت ان کے واقعات سے ہی روشن ہو رہی ہے۔ مثلاً اگر کوئی منصف اور عاقل ان تمام براہین اور دلائل صدق نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کتاب میں لکھی جائیں گی، قطع نظر کر کے محض ان کے حالات پر ہی غور کرے تو بلاشبہ انھیں حالات پر غور کرنے سے ان کے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کرے گا اور کیوں کر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے معطر ہیں کہ حق کے طالبوں کے دل بلا اختیار ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 108-107)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ان تمام گواہیوں کو سامنے رکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ آپؐ سچ بولنے والے اور خدا کے سچے نبی نہیں تھے۔ سوائے اس کے کہ جن کے دل، جن کے کان، جن کی آنکھوں پر مہر لگ چکی ہو، پردے پڑ چکے ہوں، اور کوئی نہیں جو یہ باتیں کر سکے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی سچ کو اور حق کو ظاہر کیا اور پھیلایا ہی نہیں بلکہ اپنے ماننے والوں کے دلوں میں بھی پیدا کیا۔ ان کے اندر بھی اس سچائی کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ اور اسی حق بات کہنے اور حق کہنے کی وجہ سے اور حق ماننے کی وجہ سے بہتوں کو شروع زمانے میں اپنی زندگیوں سے ہاتھ بھی دھونے پڑے۔ لیکن یہی ہے کہ ہمیشہ سچ کو سچ کہا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کسی اعلیٰ تعلیم اور اس کے لانے والے کے اعلیٰ کردار کو جانچنے کے لئے اس شخص کی زندگی میں سچائی کے معیار بھی دیکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ معیار ہمیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سب سے بڑھ کر نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی سچائی کا معیار بچپن اور جوانی میں بھی انتہائی بلند تھا۔ جس کی ہم نے مختلف واقعات میں گواہی دیکھی ہے۔ دشمن بھی باوجود آپؐ کی تعلیم اور خدا پر یقین نہ ہونے کے آپؐ کی طرف سے کوئی انذار کی بات سن کر، کوئی ڈرانے والی بات سن کر، خوفزدہ ہو جایا کرتے تھے۔"

(خطبہ جمعہ 11 فروری 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہم احمدی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم نے یہ سچائی کا پیغام دنیا کو پہنچانا ہے، لیکن کس طرح؟ پہلے تو ہمیں اپنے آپ کو سچا ثابت کرنا ہوگا۔ انبیاء نے اپنی سچائی کی دلیل اپنی زندگی میں سچ کی مثالیں پیش کر کے دی کہ روزمرہ کے عام معاملات سے لے کر انتہائی معاملات تک کسی انسان سے تعلق میں، Dealing میں کبھی ہم نے جھوٹ نہیں بولا۔ پس یہ سچائی کا اظہار ہمیں بھی اپنی زندگیوں میں کرنا ہوگا۔ اور یہی کام ہے جو انبیاء کے ماننے والوں کا ہے کہ جس طرح انبیاء اپنی مثال دیتے ہیں اُن کے حقیقی ماننے والے بھی اپنی سچائی کو اس طرح خوبصورت کر کے پیش کریں کہ دنیا کو نظر آئے۔ ہمیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ پس اس اسوہ پر چلتے ہوئے سچائی کے خُلق کو سب سے زیادہ ہمیں اپنانا ہوگا۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو تبھی پورا کر سکتے ہیں جب اس خُلق کو اپنائیں گے۔ تبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن سچائی کے یہ معیار تبھی حاصل ہوں گے جب ہم ہر سطح پر خود اپنی زندگی کے ہر لمحے کو سچائی میں ڈھالیں گے۔ ہماری گھریلو زندگی سے لے کر ہماری باہر کی زندگی اور جو بھی ہمارا حلقہ اور ماحول ہے اُس میں ہماری سچائی ایک مثال ہوگی، تبھی ہماری باتوں میں بھی برکت ہوگی، تبھی ہمارے اخلاق اور سچائی دوسروں کو متاثر کر کے احمدیت اور اسلام کے قریب لائیں گے۔ پس اس کے لئے ہمیں ایک جدوجہد اور کوشش کرنی ہوگی۔ اپنے عملوں کو سچائی سے سجانا ہوگا۔ اگر ہم چھوٹے چھوٹے مالی فائدوں کے لئے جھوٹ کا سہارا لینے لگ گئے تو پھر ہماری باتوں کا کیا اثر ہوگا۔“

(خطبہ جمعہ 9 ستمبر 2011ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)